Vol.5 No. 1 2022

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

ناول اور فنِ کردار نگاری

i. ڈاکٹر جہانزیب شعور (اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ اُردو جامعہ اسلامیہ پشاور)

ii. ڈاکٹر روح الامین (لیکچرار شعبہ اُردو جامعہ اسلامیہ پشاور)

iii. ظہور عالم (لیکچرار شعبہ اُردو گورنمنٹ کالج بٹ خیلہ)

ABSTRACT:

The question generally asked is; What is a character?
What is the importance of a character in novel?
How to present it?
What are its types?
These are the questions that persists in the minds of every student of literature. In this article; the definition of character is discussed along with types of characters. At the same time, it has also been explained that; what kind of characters are there in the novel and how they are presented. Furthermore, the basic principles of these characters are also discussed in this article.

کاروان حیات کی ساری نیرنگی و خوش رنگی کرداروں سے ہے۔ قوس قزح میں الںوع رنگ نہ ہوں تو اس کی ساری کشش ماند پڑ جائے۔ اسی طرح کرداروں کی یہ رنگا رنگی حیات انسانی کو خوبصورتی اور جلا بخشتی ہے۔ کردار نہ ہوں تو زندگی پھیکی اور بے رنگ ہو جائے کیوں کہ کردار کی خصلت دیکھ کر ہی ہم اچھے برے، معصوم و معتوب، سچے اور جھوٹے کا فیصلہ کرتے ہیں۔ انہی خصوصیات کی وجہ سے زندگی کے تمام رنگ ورخ ہمارے سامنے آتے ہیں۔ کردار ہی کہانی کو آگے بڑھاتے ہیں اس لیے ادب میں اس کی اہمیت ہے۔

ازمنہ اولیٰ سے کردار ادب میں سفر کرتے آرہے ہیں، منظوم داستانوں میں تو کبھی نثری داستانوں میں اور یوں یہ عام انسانوں کی طرح شعور کی سیڑھیاں چڑھ کر آج کے دور تک پہنچے۔ داستانوں کے کردار ماورائی اور عام زندگی سے ہٹ کر ہوا کرتے تھے۔ وہی کردار جب ناول میں آئے تو انہوں نے حقیقت کا لبادہ اوڑھ کر عام زندگی میں سانس لینا شروع کیا اور یوں کردار قاری کے قریب آگیا۔ کردار کے بغیر کہانی کا تصور ممکن نہیں، چونکہ ناول بذات خود ایک کہانی ہے اس لیے اس میں کردار ناگزیر ہیں۔ اُردو ادب کے مشہور ناول نگار "منشی پریم چند" ناول کو کرداروں کی مصوری کہتے ہیں۔ کردار پر مزید بحث کرنے سے پہلے دیکھتے ہیں کہ کردار ہے کیا؟

کردار:

کردار ناول میں نہ صرف ایک متحرک قوت کا اظہار ہے بلکہ یہ ناول میں زندگی کے اظہار کا وسیلہ بھی ہے۔ ناول کے تمام اجزائے ترکیبی میں کردار بہت اہم ہے۔ ناول نگار کا تخیل اور ناول کی کہانی اسی کے توسط سے قاری تک پہنچتے ہیں ۔ اوائل میں "ارسطو" کے زیر اثر پلاٹ پر زور دیا جاتا تھا لیکن جدید ناول نگار اور نقاد دونوں اس بات پر متفق ہیں کہ ناول میں کردار کی اہمیت زیادہ ہے۔

یہاں کردار کے حوالے سے ہم مختلف ناقدین کی آراء نقل کرتے ہیں۔ "ڈاکٹر سہیل بخاری" اپنی کتاب "ناول نگاری" میں کردار کی تعریف ان الفاظ میں کرتے ہیں۔

"ناول میں جن ہستیوں کو کام کرتے دکھایا جاتا ہے یا جن افراد کے متعلق معلومات فراہم کی جاتی ہے، انہیں کردار کہتے ہیں"(۱)

"ڈاکٹر عبد السلام" اپنی کتاب "فنِ ناول نگاری" میں کردار کے متعلق یوں خامہ فرسائی کرتے ہیں،

"کسی بھی انسان کی خصوصیات کا مجموعہ دنیا کے کسی بھی انسان کی خصوصیات کے مجموعے کے مساوی نہیں ہوتا۔ یہاں ہر انسان منفرد ہوتا ہے۔ ناول میں جب اس قسم کے انسان نظر آتے ہیں تو انھیں کردار کہا جاتا ہے۔"(۲)

"ابوالاعجاز حفیظ صدیقی" اپنی کتاب "ادبی اصطلاحات کا تعارف" میں کردار کے متعلق لکھتے ہیں کہ،

"کہانی کے واقعات جن افراد قصہ کو پیش آتے ہیں انہیں اصطلاح میں کردار کہا جاتا ہے"(۳)

کردار کو سمجھنے کے بعد اب ہم کرداروں کی اقسام کو سمجھنے کی کوشش کریں گے۔

کرداروں کی اقسام:

ناقدین کی نظر میں کردار دو قسم کے ہوتے ہیں۔ مغربی نقاد ای۔ ایم۔ فارسٹر اپنی کتاب "Aspects of the Novel" میں لکھتے ہیں،

"We may divide characters into FLAT and ROUND"(۴)

Vol.5 No. 1 2022
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

"ڈاکٹر اسلم آزاد" اور "ڈاکٹر فقیر حسین" اپنی کتاب "اُردو ناول کا ارتقا" میں لکھتے ہیں کہ،

"ہم کرداروں کو چپٹے "FLAT" اور مکمل "ROUND" میں تقسیم کرسکتے ہیں"(۵)

"سہیل بخاری" لکھتے ہیں،

"کردار دو قسم کے ہوتے ہیں۔ایک وہ جو اول سے آخر تک ایک ہی حالت پر قائم رہتے ہیں اور زمانے کے نشیب و فراز سے گزرنے کے بعد بھی ان میں کسی قسم کی کوئی تبدیلی نہیں آتی۔ایسے بے لچک کرداروں کو جامد کہتے ہیں۔دوسری قسم کے کردار ارتقائی کہلاتے ہیں۔یہ اپنے عمل کے نتائج سے متاثر ہوتے ہیں اور سوچ سمجھ کر اپنے طریق کار میں ترمیم کرلیتے ہیں"(۶)

"ڈاکٹر ممتاز احمد خان" اپنی کتاب "آزادی کے بعد اُردو ناول" میں کرداروں کے متعلق یوں رقم طراز ہیں،

"کردار دو طرح کے ہوتے ہیں ایک مکمل کردار "ROUND" اور دوسرا سپاٹ "FLAT" کردار۔مکمل کردار بدلتے رہتے ہیں۔ان پر خارجی اور داخلی اثرات مرتب ہوتے ہیں جب کہ سپاٹ کردار ایک طے شدہ فطرت لے کر آتے ہیں۔"(۷)

"ابو الاعجاز حفیظ صدیقی" ناول کے کرداروں کے متعلق یوں کہتے ہیں کہ،

"کردار اصلاً دو اقسام کے ہوتے ہیں، ایک ٹائپ یا جامد دوسرے ڈرامائی یا متحرک"(۸)

سو باتوں کی ایک بات، "ای ۔ایم فارسٹر" کی بات ہمارے ناقدین نے بھی دہرائی ہے۔جدید ناول میں ایک اور کردار بھی وارد ہوا ہے جسے ہم "فنتسیائی کردار" (Fantastical Character) کہتے ہیں۔فنتسائی کردار شعوری طور پر چند ناول نگاروں نے تخلیق کیے ہیں جب کہ لاشعوری طور پر بہت سے ناول نگاروں نے۔

جامد کردار:

جامد کردار کو ہم ٹائپ اور "FLAT" کے نام سے بھی جانتے ہیں۔ایسے کردار عموماً پہلے زمانے میں ہوتے تھے۔ان کرداروں کے حوالے سے غلط رائے قائم ہے کہ یہ اچھے ہوتے ہیں نہ ہی یاد رہتے ہیں، حالانکہ کردار اچھا ہو تو بھلے ہی قاری کہانی بھول جائے کردار یاد رہتا ہے۔اُردو ادب میں ایسی بہت مثالیں موجود ہیں۔"اصغری"، "خوجی" وغیرہ سے کون واقف نہیں۔اُردو ادب سے تھوڑی سی شغف رکھنے والا طالب علم بھی ان کرداروں کو نہ صرف جانتا ہے بلکہ پسند بھی کرتا ہے۔یہ کردار شروع سے آخر تک ایک جیسا ہوتا ہے ناول نگار اس کردار میں کتر بیونت نہیں کرتا۔ "ای۔ایم۔فارسٹر" کے بقول ایسے کردار عموماً مزاحیہ ہوتے ہیں،

"Flat people are ---------------" best when they are comic (9)

یہ شر کا نمائندہ ہے تو آخر تک شریر رہے گا، نیکی کا پرچارک ہے تو نیک رہے گا۔ٹائپ کردار کسی طبقے یا گروہ کی نمائندگی کرتا ہے۔قاری اس سے کسی قسم کی انہونی توقع نہیں رکھتا کیوں کہ اس کا ردعمل ہر معاملے پر ایک جیسا ہوتا ہے۔یہ آخر تک کوئی غیر معمولی کارنامہ انجام نہیں دیتا۔اس کردار کے لیے زندگی کے مختلف رویے، معاشرے کے بدلتے رنگ، اخلاق کے بدلتے تناظر کوئی معنی نہیں رکھتے۔اُردو ادب میں "اکبری" اور "اصغری" اس قسم کے کرداروں کی بہترین مثالیں ہیں۔ناول ختم ہو جاتا ہے لیکن "اکبری" کی مزاج داری نہیں بدلتی، اسی طرح "اصغری" پر کھڑا وقت آتا ہے لیکن وہ ثابت قدم رہتی ہے۔"ای۔ایم۔فارسٹر" لکھتے ہیں کہ،

"One great advantage of flat character is that they are easily recognized whenever they come in........ A second advantage is that they are easily remembered by the reader afterwards. They remain in his mind as unalterable for the reason that they were not changed by circumstances" (10)

"ڈاکٹر عبد السلام" نے بھی یہی بات دہرائی ہے کہ،

"ایسے کرداروں کا ایک فائدہ یہ ہے کہ انھیں آسانی سے یاد رکھا جاتا سکتا ہے۔"(۱۱)

یک رخے ہونے کی وجہ سے اس کا یاد رکھنا آسان ہوتا ہے لیکن ہر عمل پہ ایک ہی ردعمل ہونے کی وجہ اس کردار میں دلچسپی ختم ہو جاتی ہے اور اکثر ناول پھسپھسا ہو جاتا ہے۔بہت کم ناول نگار اس قسم کے کرداروں کی لے کر بہترین ناول تخلیق کر پاتے ہیں کیوں کہ اس کردار کو پڑھ کر قاری کا دل اوب جاتا ہے۔

متحرک کردار:

ناول کے وہ کردار جو امتداد زمانہ سے متاثر ہو کر خود کو بدلتے ہیں جاندار یا متحرک کردار کہلاتے ہیں۔انگریزی میں ایسے کرداروں کو "Round Characters" کہتے ہیں۔ایسے کردار اپنے افعال کے نتائج سے اپنی سوچ بدل کر اپنے طریقہ کار میں کتر بیونت کر کے خود کو نئے سانچوں میں ڈھالتے ہیں۔ناول کے شروع سے آخر تک آتے آتے یہ کردار اکثر مکمل بدل گئے ہوتے ہیں۔ان کرداروں کا بدلاؤ ہمیں حیرت زدہ کر دیتا ہے۔"ای۔ایم فارسٹر" کے نزدیک یہ بدلاؤ حیرت انگیز ہو اور اطمینان بخش ہونا چاہیئے۔لکھتے ہیں،

Vol.5 No. 1 2022

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

"The test of a round character is whether it is capable of surprising in a convincing way. If it does not convince, it is flat pretending to be round."(12)

ان کرداروں کی سیرت کے تمام پہلو اچانک سامنے نہیں آتے بلکہ کہانی بڑھتے ساتھ ہی ان کی شخصیت آشکار ہوتی ہے۔ان کرداروں کی ذہنی، عملی اور جذباتی خصائل واعمال سے ان کے نقوش ابھرنے لگتے ہیں اور قاری کے دل میں ان کے لیے نفرت یا محبت کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔"ڈاکٹر عبد السلام "لکھتے ہیں،

"پہلودار کردار کی خصوصیات واقعات کے توسط سے آہستہ آہستہ رونما ہوتی ہے ناول کے قصہ میں پیچیدگی اسی وقت پیدا ہو سکتی ہے جب کہ اس میں پہلودار کردار ہوں"(۱۳)

ان کرداروں کو پڑھتے سمے قاری تجسس میں رہتا ہے کہ اس واقعہ کے بعد کردار کا ردعمل کیا ہوگا۔یہ کردار ناول نگار کے عمیق مشاہدے و گہرے تجربے کی پیداوار ہوتے ہیں۔"سید عابد علی عابد"جاندار کردار کے بارے میں یوں رقم طراز ہیں،

"جیتے جاگتے کردار کی تخلیق منجملۂ اسرار ورموز فن ہے"(۱۴)

اس قسم کے کردار قاری کے دل پر نقش چھوڑ جاتے ہیں۔یہ کہانی میں دلچسپی کا باعث ہوتے ہیں۔کہانی کی پوری فضا کو بدلنے والے یہ کردار اپنی ارتقائی صورت کے کارن قاری کو اپنی گرفت میں لیتے ہیں اور قاری پوری کہانی ختم کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ ناول یا کہانی کا سب سے بڑا وصف اس کردار سے متصف ہوتا ہے یعنی قاری متجسس ہو کہ اس کے بعد کیا ہوگا۔یہ کردار عام انسانوں کی مانند ماحول اور حالات سے متاثر ہو کر اپنی فطرت کے مطابق فیصلہ کرتے ہیں۔صورت حال کے مطابق خود کو بدل کر امر کا سامنا کرنا جاندار کردار کی نشانی ہے۔"سہیل بخاری صاحب"لکھتے ہیں،

"جاندار کردار وہ ہوتے ہیں جو نمایاں خصوصیت رکھتے ہوں۔جن کا بیان پڑھ کر ہمارے دل میں مختلف جذبات بیدار ہوں جن کی خارجی اور داخلی زندگی متصادم ہو جو اس کش مکش میں کسی ایک راہِ عمل کے انتخاب کا اختیار رکھتے ہوں اور جن کے انتخاب کے نتائج ان کی فطرت سے مناسبت رکھتے ہوں"(۱۵)

"ای۔ایم۔فارسٹر "کہتے ہیں کہ ناول میں کم از کم ایک جاندار کردار ہونا چاہیے ورنہ ناول کی خوبصورتی ذائل ہو جائے گی۔

"Novel must have either one living character or a perfect pattern: fails otherwise" (16)

فنتسائی کردار:

اس قسم کے کردار عموماً فنتسائی ناولوں میں ہوتے ہیں۔ قاری اس قسم کے کردار پر فوق البشر کا گمان کرتا ہے۔یہ کردار جانور ہو کر بول سکتے ہیں جیسا کہ "کرشن چندر"کی "گدھے کی سرگزشت یا گدھے کی واپسی" والے گدھے بولتے ہیں۔اس کے علاوہ مشین، جن، بھوت، درخت غرض کسی بھی چیز سے ناول نگار اپنے تخیل کے زور پہ بات کروا سکتا ہے۔

"ای۔ایم۔فارسٹر "اس ضمن میں کہتے ہیں،

"We could make a list of the devices which writers of a fantastic turn have used. Such is introduction of a god, ghost, angel, monkey, monster, midget, which in to ordinary life; or the introduction of ordinary men into non-men's land, the future, the fast, the interior of the earth, the fourth dimension; or divings into and dividing of or finally the device of parody or adaptation personality;"(17)

یہ ماورائی قسم کے کردار ہوتے ہیں اور ان پر داستانوی رنگ غالب رہتا ہے۔ان مافوق الفطرت کرداروں کو سمجھنے کے لیے قاری عقل کو چھوڑ کر یقین کا دامن تھامے رکھتا ہے۔"ای۔ایم۔فارسٹر "کہتے ہیں کہ،

"They ask us to accept either supernatural or its absence" (18)

"ڈاکٹر ممتاز احمد خان"اس قسم کے کردار کے حوالے سے لکھتے ہیں،

" فنتاسی ان کرداروں یا واقعات کو کہتے ہیں جہاں عقل اور منطق کے بجائے یقین کا عمل دخل ہو۔اسی بنیاد پر فن کار انھیں تخلیق کرتا ہے اور پڑھنے والے سے یہ تقاضا کرتا ہے کہ وہ عقل و منطق پر مبنی یقین کو معطل کر کے ایک مصنوعی یقین کو بیدار کر کے ان پر ایمان لائے"(۱۹)

یہ کردار عموماً طنز کے لیے تخلیق کئے جاتے ہیں۔ مغرب میں ایسے کردار بہت تخلیق ہوئے ہیں۔اُردو میں بھی کئی نامور ناول نگاروں نے اس قسم کے کردار تخلیق کئے ہیں۔"گدھے کی سرگزشت"،"پاگل خانہ"،"چاکی واڑہ میں وصال"،اور"وادیٔ گماں میں"اس قسم کے کردار تخلیق کیے گئے ہیں۔

کردار نگاری کے فنی تقاضے:

کردار نگاری ناول کا ایک اہم جز ہے۔کچھ ناقدین نے اسے اعلیٰ وارفع مقام دیا ہے جب کہ بعض نے اسے زیادہ اہمیت نہیں دی۔ موخر الذکر نقاد کردار پر اس لیے معترض ہیں کہ قاری اس میں الجھ کر دنیا سے رشتہ توڑ دیتا ہے۔قاری حقیقی زندگی میں تخیل کے منہ زور گھوڑے پہ سوار ہو کر خود کو کہانی کے ہیرو کے روپ میں دیکھتا ہے۔زمانہ

Vol.5 No. 1 2022
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

قدیم میں ناول پر جو اعتراضات ہوئے ہیں یہ اعتراض بھی اس کی ایک کڑی معلوم ہوتی ہے۔ شروع میں لوگوں نے ناول پر اعتراض کیا کہ یہ مخرب الاخلاق صنف ہے۔ اسے پڑھ کر نوجوان نسل کی ذہنیت خراب ہوتی ہے۔ حالانکہ اس کے اچھے کردار قاری کو متاثر کرکے اسے زندگی کے ڈھنگ اور رنگ سکھاتے ہیں۔

اچھے کردار کی تخلیق اچھے ناول نگار کی پہچان ہوتی ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ کردار کے نام سے اس کے تخلیق کار کا نام اور تخلیق کار کے نام سے ان کے کرداروں کے نام ذہن کی کھڑکی پر دستک دیتے ہیں۔ "نذیر احمد" کا نام سن کر "اصغری، اکبری" یاد آتے ہیں تو "خوجی" کا نام سن کر "سرشار"، "امراؤ جان ادا" کا نام سن کر "مرزا ہادی رسوا" یاد آتے ہیں تو "بانو قدسیہ" کا نام سن کر "قیوم"، "نعیم" کا نام سن کر "عبداللہ حسین" یاد آتے ہیں تو "رحیم گل" کا سن کر "امتل"۔ فن کار کردار تخلیق کرتے وقت مختلف مراحل سے گزرتا ہے۔ پہلے وہ کردار کی دھندلی سی تصویر محسوس کرتا ہے۔ پھر رفتہ رفتہ نقوش ابھرتے ہیں اور جیتا جاگتا کردار ہمارے سامنے آجاتا ہے۔ "ڈاکٹر عبدالسلام" لکھتے ہیں،

"کردار کی پیش کش دراصل ایک مرکب شے ہوتی ہے۔ اس میں ناول نگار کا مشاہدہ، دوسرے ناولوں کا مطالعہ، انسپریشن، خود ناول نگار کی زندگی سبھی چیزیں حصہ لیتی ہیں" (۲۰)

ناول میں کردار پیش کرنے کے دو طریقے ہوتے ہیں۔ "ای۔ ایم۔ فارسٹر" کچھ اس طرح خامہ فرسائی کرتے ہیں،

"The novelist, he goes on, can either describe the character from outside, as an impartial or partial on−looker: or can assume omniscience, and describe them from within; or he can place himself in the position of one them and affect to be in the dark as to the motives of the rest"(21)

ایک طریقہ یہ ہے کہ ناول نگار خود کرداروں کی تشریح و توضیح کرے اور ان کے بارے میں ساری باتیں قاری کو بتادے۔ جیسا کہ "سہیل بخاری صاحب" لکھتے ہیں،

"ناول نگار کرداروں کی خصوصیات اور طرز عمل کی تشریح اپنے ہی بیان سے کرتا چلا جاتا ہے اسے توصیفی کردار نگاری کہتے ہیں" (۲۲)

یہ طریقہ ناول نگار کے لیے بہت آسان ہے کیوں کہ زیادہ خواری و محنت کی ضرورت نہیں پڑتی لیکن اس طرح ناول نگار قاری سے براہ راست گفتگو کرنے لگتا ہے جس سے قاری اور کردار کا رشتہ آپس میں کٹ جاتا ہے۔ کردار کے متعلق قاری کا تجسس ختم ہوتا ہے جس سے ناول میں کمزوری آتی ہے۔ اس طرح کردار ناول نگار کے ہاتھوں کی کٹھ پتلی بن کر اس کی انگلی پکڑے محوِ سفر رہتا ہے۔ وہ ادھر ادھر نہیں دیکھتا نہ اُسے دیکھنے کی اجازت ہوتی ہے جس سے کردار کی وقعت و اہمیت کم ہو جاتی ہے۔

دوسرا طریقہ یہ کہ ناول نگار قاری اور کردار کو آمنے سامنے لاکر چھوڑ دیتا ہے۔ اب کردار قاری کو اپنے بارے میں سب کچھ بتائے گا یا کسی دوسرے کردار سے مکالمہ کرکے اپنی حقیقت آشکار کرے گا۔ "سہیل بخاری صاحب" لکھتے ہیں،

"ناول نگار کرداروں کو چھوڑ کر الگ ہو جاتا ہے۔ اب وہ جو کچھ اپنے متعلق کہتے، سنتے، سوچتے سمجھتے اور کرتے دھرتے ہیں، اس سے اپنی اپنی شخصیت کو واضح کرتے چلے جاتے ہیں۔ کردار نگاری کا یہ طریقہ "تحلیلی" کہلاتا ہے" (۲۳)

اس حوالے سے "ای۔ ایم۔ فارسٹر" لکھتے ہیں کہ،

"Writer can talk about his characters as well as through them, or can arrange for us to listen when they talk to themselves" (24)

یہ طریقہ مشکل ہے کیوں کہ اس میں ناول اکثر ڈراما کی حدود میں چلا جاتا ہے۔ ناول نگار کو ان دونوں کو اعتدال میں رکھنا ہوگا۔ جہاں ضرورت پڑے خود کردار پر روشنی ڈالے باقی ناول کے کرداروں کو آپس میں باتیں کرنے دے۔ اس طرح ہر کردار کی شخصیت سے خود بہ خود پردہ اٹھتا چلا جائے گا۔

ابتدا میں ناول میں دو مرکزی کردار ہوا کرتے تھے ہیرو اور ہیروئن۔ دونوں ایک دوسرے سے محبت کرتے۔ تیسرا کردار "ولن" کا آتا جو ہیروئن کو حاصل کرنے کے جتن کرتا۔ ولن، ہیروئن کو پانے کے لیے کچھ بھی کرتا لیکن آخر میں جیت ہیرو کی ہوتی۔ رفتہ رفتہ کرداروں میں تبدیلی آنے لگی۔ ناول نگار کو یہ احساس ہونے لگا کہ ہر کردار دوسرے سے مختلف ہونا چاہیے، جیسا کہ عام معاشرے میں ہوتا ہے۔ یہاں سے کردار نگاری کروٹ لے کر ایک نئے مزاج سے آشنا ہونے لگی۔ اب تخلیق کے ساتھ تخیل نے بھی اس میں حصہ لیا۔ کردار تخلیق کرنا ایک پیچیدہ اور پہلو دار عمل ہے۔ ہر تخلیق کار کردار تخلیق نہیں کر سکتا بلکہ بڑے ناول نگار بھی گنتی کے یادگار کردار تخلیق کر سکے ہیں۔ عام ناول نگار کے ہاں ایک کردار مختلف ناموں کے ساتھ بار بار سامنے آتا ہے۔

کردار پیش کرتے وقت یہ خیال رہے کہ اس میں اچانک تبدیلی نہ آئے کہ قاری تحیر میں پڑ جائے۔ یہ حالات سے متاثر ہو کے رفتہ رفتہ بدلے گا اور اس کا بدلاؤ قاری محسوس کرے گا۔ اسی تبدیلی کی مناسبت سے قاری یا تو کردار سے نفرت کرنے لگ جائے گا یا محبت۔ کردار پیش کرنے میں ایک اہم نکتہ یہ بھی ہے کہ ناول نگار کردار کو اتنی خوبیاں یا خامیاں نہ دے گا کہ اس کا سنبھالنا مشکل ہو جائے۔ ایسے کردار قاری کو بھی ناگوار گزرتے ہیں کہ ایک آدمی میں اتنی خوبیاں کیسے ہو سکتی ہیں۔ ناول نگار کو کہانی کے مطابق کردار تخلیق کرنا چاہیے۔ کردار جس ماحول کا باسی ہے اس میں وہ خوبیاں ہونی چاہیے۔ کردار پر فوق البشریت کا گماں نہ ہو۔ وہ عام بشری صفات کا مالک ہو، یعنی وہ شیطان ہو نہ فرشتہ۔ کردار کو ظالم بنا کر پیش کرنا چاہیے نہ ہی نیک و پارسا۔ "ڈاکٹر محمد یٰسین" لکھتے ہیں،

"ناول کے کردار زندگی سے براہ راست لیے گئے کرداروں کی طرح نیکی اور بدی کا مجموعہ ہوتے ہیں کیوں کہ عام انسان نہ تو کسی حال میں فرشتہ ہو سکتا ہے اور نہ شیطان۔ یہ بات ضرور ہے کہ ناول نگار فنی تقاضوں کے تحت اپنے کرداروں کو کہیں عام لوگوں سے بہتر اور کہیں کمتر یا بدتر بنا کر پیش کرتے ہیں۔" (۲۵)

Vol.5 No. 1 2022

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

ناول کی کہانی چونکہ حقیقی ہوتی ہے اس لیے کردار میں اتنی اجنبیت اور عجوبگی نہ ہو کہ قاری کو ناگوار گزرے۔ "ڈاکٹر اسلم آزاد" اور "ڈاکٹر فقیر حسین" اپنی مشترکہ کتاب میں لکھتے ہیں کہ،

"یہ کردار ہماری حقیقی زندگی سے جتنا زیادہ قریب ہوں گے، ناول میں پیش کردہ زندگی کی واقعیت اتنی ہی پر کشش اور بااثر ہوگی "(۲۶)

کردار مختلف خصوصیات کا ملغوبہ ہوتا ہے۔ مصنف مختلف لوگوں کی خصوصیات اور خامیاں جمع کر کے ایک کردار کو سونپتا ہے یا اکثر خود کو ایک کردار کے روپ میں پیش کر رہا ہوتا ہے۔ ناول نگار لاشعوری طور پر اپنی خصوصیات اور زندگی بتاتا چلا جاتا ہے۔ "ڈاکٹر یوسف سرمست "اس بارے میں "اندرے ژید" کی رائے یوں نقل کرتے ہیں،

ناول نگار کرداروں کی تخلیق کرتا ہے اور ان سے اپنی حالت کا اظہار کرواتا ہے۔"(۲۷)

کہانی میں ناول نگار کی زندگی کی جھلک دیکھی جاسکتی ہے۔ ہر انسان اپنی زندگی کو ایک ڈراما تصور کرتا ہے۔ اُسے اپنی زندگی کے واقعات ماورائی معلوم ہوتے ہیں۔ خصوصاً ادیب تخیل کی بلند پروازی سے اپنی زندگی کے واقعات مبالغہ کے ساتھ پیش کر کے اپنے ذاتی تجربے و مشاہدہ کو معاشرے کا مشاہدہ بنا کر قاری کو اپنا ہم خیال و ہم نوا بنا دیتا ہے۔ ادیب کا کمال ہی یہی ہے کہ اس کا تخلیق کردہ فن پارہ دپڑھ کر قاری محسوس کرتا ہے کہ "میں نے یہ جانا کہ گویا یہ بھی میرے دل میں ہے"۔

ہر ناول میں کرداروں کی نوعیت مختلف ہوگی۔ مثلاً کچھ ناولوں میں کردار کے خارجی اعمال پر توجہ دی جاتی ہے تو کچھ میں داخلی کیفیات پر۔ مصنف جس انداز سے زندگی کو پیش کرنا چاہے گا کردار بھی اُسی رنگ میں ڈھلتے چلے جائیں گے۔ "ڈاکٹر محمد یٰسین "اس حوالے لکھتے ہیں،

"سماجی، تاریخی، سیاسی اور معاشرتی ناولوں میں کرداروں کے خارجی پہلوؤں پر زیادہ توجہ کی جاتی ہے مگر رومانی، فلسفیانہ یا جدید نفسیاتی ناولوں میں کرداروں کی داخلی کیفیات اور ذہنی واردات کو خاص اہمیت دی جاتی ہے"(۲۸)

ناول نگار کو کمال مہارت سے کام لینا ہوتا ہے کیوں کہ تھوڑی سی غلطی کردار کی ساری خوبصورتی و رعنائی چھین سکتی ہے۔ "ڈاکٹر فقیر حسین" اور "ڈاکٹر اسلم آزاد" اپنی مشترکہ کتاب "اُردو ناول کا ارتقا" میں یوں خامہ فرسائی کرتے ہیں۔

"اگر خارجی پہلو پر ضرورت سے زیادہ زور دیا جائے تو یہ کھوکھلے پیکر بن کر رہ جاتے ہیں اور اگر داخلی پہلو پر زیادہ توجہ دی جائے تو یہ جذباتی اور حسّی پیکر بن جاتے ہیں۔ ان دونوں جہتوں کا امتزاج ہی "کردار" کے حقیقی خال خط کو نمایاں کرتا ہے۔"(۲۹)

ناول میں زمانے کے حساب سے کردار ہونے چاہئیں۔ کردار کی ذہنی وابستگی، قول و فعل، حرکات و سکنات زمان و مکاں کے مطابق ہونے چاہئیں جو ناول کا موضوع ہو یا جس میں کہانی لکھی گئی ہو۔ یہ ایک اہم نکتہ ہے جس سے ناول کے کردار جاندار بھی ہوسکتے ہیں اور پھُس پھسے بھی۔ "سید عابد علی عابد" اس بارے میں لکھتے ہیں،

"کرداروں کا تعلق زمان مکان سے اتنا گہرا ہے کہ ہم ان کا تصور بھی ان پیمانوں کے بغیر نہیں کرسکتے۔ ظاہر ہے کہ کردار ہوا میں معلق نہیں ہوتے وہ ایک عہد سے، ایک معاشرے سے، ایک زمانے سے مربوط ہوتے ہیں۔"(۳۰)

ان تمام فنی تقاضوں کو مد نظر رکھ کر کردار تخلیق ہوتے ہیں۔ ان میں کسی بھی شرط کو پامال کیا جائے تو کردار بے جان پڑ جاتے ہیں اور ان کی چاشنی، خوبصورتی اور کشش باقی نہیں رہتی جس سے قاری حظ اٹھا کر خود کو کہانی کا حصہ تصور کرتا ہے۔

حوالہ جات

۱۔ سہیل بخاری، ڈاکٹر، ناول نگاری، میری لائبریری، لاہور، ۱۹۶۶، ص:۲۴

۲۔ عبد السلام، ڈاکٹر، فن ناول نگاری، اُردو اکیڈمی، سندھ، ۱۹۹۹ء، ص:۷۵

۳۔ حفیظ صدیقی، ابوالاعجاز، ادبی اصطلاحات کا تعارف، اُسلوب، لاہور، ۲۰۱۵ء، ص:۳۸۸

۴۔ E. M. Forster, Aspects of the Novel, Penguin Books, 1974, Page: 73

۵۔ اسلم آزاد، ڈاکٹر، فقیر حسین، ڈاکٹر، اُردو ناول کا ارتقا، بک ٹاک لاہور، ۲۰۱۴، ص:۱۶

Vol.5 No. 1 2022
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

۶۔ سہیل بخاری،ڈاکٹر،ناول نگاری،میری لائبریری،لاہور،۱۹۶۶،ص:۳۰

۷۔ ممتاز احمد خان،ڈاکٹر، آزادی کے بعد اُردو ناول،انجمن ترقی اُردو،پاکستان،۲۰۰۸،ص:۶۰

۸۔ حفیظ صدیقی،ابوالاعجاز،ادبی اصطلاحات کا تعارف،اُسلوب،لاہور،۲۰۱۵ء،ص:۳۸۸

۹۔ E. M. Forster, Aspects of the Novel, Penguin Books, 1974, Page: 77

۱۰۔ ایضاً،Page: 74

۱۱۔ عبدالسلام،ڈاکٹر،فن ناول نگاری،اُردو اکیڈمی،سندھ،۱۹۹۹ء،ص:۱۰۱

۱۲۔ E. M. Forster, Aspects of the Novel, Penguin Books, 1974, Page: 81

۱۳۔ عبدالسلام،ڈاکٹر،فن ناول نگاری،اُردو اکیڈمی،سندھ،۱۹۹۹ء،ص:۱۰۲

۱۴۔ عابد علی عابد،اصولِ انتقاد ادبیات،سنگ میل پبلی کیشنز،لاہور،۲۰۰۶،ص:۵۱۱

۱۵۔ سہیل بخاری،ڈاکٹر،ناول نگاری،میری لائبریری،لاہور،۱۹۶۶،ص:۲۹

۱۶۔ E. M. Forster, Aspects of the Novel, Penguin Books, 1974, Page: 159

۱۷۔ ایضاً،Page: 106

۱۸۔ ایضاً،Page: 105

۱۹۔ ممتاز احمد خان،ڈاکٹر، آزادی کے بعد اُردو ناول،انجمن ترقی اُردو،پاکستان،۲۰۰۸،ص:۶۴۔۶۳

۲۰۔ عبدالسلام،ڈاکٹر،فن ناول نگاری،اُردو اکیڈمی،سندھ،۱۹۹۹ء،ص:۹۷

۲۱۔ E. M. Forster, Aspects of the Novel, Penguin Books, 1974, Page: 186

۲۲۔ سہیل بخاری،ڈاکٹر،ناول نگاری،میری لائبریری،لاہور،۱۹۶۶،ص:۲۶

۲۳۔ ایضاً،ص:۲۶

۲۴۔ E. M. Forster, Aspects of the Novel, Penguin Books, 1974, Page: 85

۲۵۔ محمد یٰسین،ڈاکٹر،ناول کا فن اور نظریہ،دارالنوادر،لاہور،۲۰۱۳،ص:۱۵

۲۶۔ اسلم آزاد،ڈاکٹر، فقیر حسین،ڈاکٹر،اُردو ناول کا ارتقا،بک ٹاک لاہور،۲۰۱۴،ص:۱۷

۲۷۔ یوسف سرمست،ڈاکٹر، بیسوی صدی میں اُردو ناول،ترقی اُردو بیورو، نئ دہلی،۲۰۰۰،ص:۳۱۹

۲۸۔ محمد یٰسین،ڈاکٹر،ناول کا فن اور نظریہ،دارالنوادر،لاہور،۲۰۱۳،ص:۱۵

۲۹۔ اسلم آزاد،ڈاکٹر، فقیر حسین،ڈاکٹر،اُردو ناول کا ارتقا،بک ٹاک لاہور،۲۰۱۴،ص:۱۸۔۱۷

۳۰۔ عابد علی عابد،اصولِ انتقاد ادبیات،سنگ میل پبلی کیشنز،لاہور،۲۰۰۶،ص:۵۱۳